بسم الله الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن، أَمَّا بَعْدُ:

089: تقدیر پر ایمان کے درجات کا بیان (حصہ دوم)

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

اور پچھلے درس میں ہم بات کر رہے تھے ارکان ایمان کے چھٹے رکن کے متعلق، تقدیر پر ایمان کے تعلق سے چند اہم باتیں کی تھیں، آج کی نشست میں جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وَأَمَّا الدَّرَجَةُ الثَّانِيَةُ'' (تقدیر پر ایمان کا دوسرا درجہ)۔

پچھلے درس میں ہم پہلے درجے پر بات کر چکے تھے اور پہلے درجہ میں ہم نے دو چیزیں بیان کی ہیں یاد ہیں کون سی ہیں؟

"مراتب الإيمان بالقدر" تقدیر پر ایمان کے اصول اور بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے، اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اصول کی جب ہم بات کرتے ہیں اور تقدیر پر ایمان کی بات کرتے ہیں تو اہل سنت والجماعت کے علماء نے تقدیر کے مراتب بیان کیے ہیں اور یہ مراتب دو طریقے سے بیان ہوئے ہیں، بعض علماء چار مراتب بیان کرتے ہیں ایک ساتھ اور بعض علماء ان چار مراتب کو دو درجات میں تقسیم کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے دوسرے طریقے کو اختیار کیا ہے عقیدۃ الواسطیۃ میں یعنی پہلا درجہ اور دوسرا درجہ؛ پہلے درجے میں دو چیزیں گزر چکی ہیں، پہلے درجے کا پہلا مرتبہ جو ہے العلم ہے، اور دوسرا ہے الکتابۃ۔

(۱) علم سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم أزلی کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے ہر چیز کا علم ہے اور ہمیشہ سے ہے۔

(۲) اور اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق قلم کو حکم دیا ہے کہ لکھو، تمام کائنات کی تقدیر کی تفصیلات قلم نے لکھ دی ہیں اور لوح محفوظ میں اسے محفوظ کر دیا گیا ہے؛ یہ پہلے دو درجے ہیں تفصیل سے پچھلے درس میں یا پچھلے چند دروس میں بات ہو چکی ہے۔

آج کی نشست میں جو دوسرا درجہ ہے اس پر بات کرنی ہے لیکن یہ بتا دوں کہ یہ جو مراتب ہیں جن کا میں ابھی ذکر کیا ہے تا کہ بات واضح ہو جائے کہ جو علماء چار مراتب کی بات کرتے ہیں یا بعض علماء دو درجات کی بات کرتے ہیں تو کوئی فرق نہیں ہے، جو

درجات کی بات کرتے ہیں وہ اجمال اور پھر تفصیل بیان کرتے ہیں اور جو چار مراتب کی بات کرتے ہیں وہ تفصیل سے چار مراتب بیان کرتے ہیں۔

تو چار مراتب ترتیب کے ساتھ:

(۱) سب سے پہلے علم ہے اللہ تعالیٰ کا علم اَزلی۔

(۲) دوسرا ہے کتابۃ یعنی لوح محفوظ میں لکھنا۔

(۳) تیسرا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیئت کہ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے جو نہیں چاہتا وہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

(۴) اور چوتھا ہے خلق کہ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا ہے اسے پیدا کیا ہے۔

یہ چار مراتب ہیں؛ تو جو پہلا درجہ ہے اس میں دو ہیں "العلم والکتابة"۔

جو دوسرا درجہ ہے اس میں باقی دو ہیں یعنی مشیئت اور خلق؛ آیئے دیکھتے ہیں ان دو مراتب یا دوسرے درجے میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے کیا تفصیل بیان کی ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دوسرا درجہ "الدرجة الثانية من درجات الايمان بالقدر: قوله" (یعنی مصنف کا یہ قول) "وَأَمّا الدَّرَجَةُ الثّانِيَةُ؛ يعني" (شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)) "من درجات الايمان بالقدر" (یہ تقدیر پر ایمان کا دوسرا درجہ ہے)۔

"قوله" (شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں) "فَهِيَ مَشيئَةُ اللهِ النّافِذَةُ، وَقُدْرَتُهُ الشّامِلَةُ، وَهُوَ الإيمانُ بِأَنَّ ما شاءَ اللهُ كانَ وما لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَأَنَّهُ ما في السَّماواتِ وما في الأرض مِن حَرَكَةٍ وَلا سُكونٍ إلّا بِمَشيئَةِ اللهِ سُبْحانَهُ"۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تقدیر پر ایمان کا دوسرا درجہ جو ہے یہ ہے کہ: "فَهِيَ مَشيئَةُ اللهِ النّافِذَةُ، وَقُدْرَتُهُ الشّامِلَةُ" (یہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت ہے جو نافذۃ ہے یعنی جو ہو کر رہتی ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے "وَقُدْرَتُهُ الشّامِلَةُ" اور اللہ تعالیٰ کی شامل قدرت ہے)؛

اور اس کی تفصیل یہ ہے "وَهُوَ الإيمانُ بِأَنَّ ما شاءَ اللهُ كانَ وما لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ" (اس چیز پر ایمان کہ بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ کبھی ہو نہیں سکتا) "وَأَنَّهُ ما في السَّماواتِ وما في الأرض مِن حَرَكَةٍ وَلا سُكونٍ إلّا بِمَشيئَةِ اللهِ سُبْحانَهُ" (اور نہیں ہے آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی حرکت اور نہ ہی کوئی سکون اِلّا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا معنی یہ ہے اس چیز پر ایمان رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت ہر چیز میں ہے چاہے وہ اللہ تعالیٰ کے اپنے فعل سے ہو یا مخلوقات کے افعال سے ہو اللہ تعالیٰ کی قدرت جو ہے وہ شاملہ اور کاملہ قدرت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ فاطر آیت نمبر 44 میں: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا﴾ (اور کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتی آسمانوں میں اور نہ ہی زمین میں، بے شک اللہ تعالیٰ خوب علم والا بڑی قدرت والا ہے)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اور یہ جو درجہ ہے اس میں دو چیزیں ہیں، یعنی تقدیر پر ایمان کا دوسرا درجہ جو ہے یہ دو چیزوں کو متضمن ہے دو چیزوں کو شامل ہے: "المشيئة والخلق"(مشیئت اور خلق)۔

مشیئت سے مراد شیخ صاحب فرماتے ہیں: ہمارے اوپر واجب ہے یہ فرض ہے ہمارے اوپر ہم یہ ایمان رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت نافذۃ ہے ہر چیز میں، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کسی چیز میں بھی وہ ہو کر رہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی قدرت جو ہے وہ شاملہ ہے ہر چیز کے لیے اپنے افعال اور مخلوقین کے افعال میں سے۔

ہمارا یہ کہنا (شیخ صاحب فرماتے ہیں) کہ اللہ تعالیٰ کے اپنے افعال کو شامل ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت اس میں اُمر جو ہے ظاہر ہے (یعنی واضح ہے)۔

مخلوقین کے افعال کو بھی شامل ہے وہ کیسے شیخ صاحب فرماتے ہیں: کیونکہ تمام مخلوقات جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں (اللہ تعالیٰ مالک ہے تمام مخلوقات کا) اور اللہ تعالیٰ کے ملک میں صرف وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، کوئی بھی چیز نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ کے ملک میں مگر وہ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

اور اس کی دلیل جو ہے کئی دلائل ہیں یہاں پر شیخ صاحب نے بیان کیے ہیں اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے دلائل اُن میں سے چند کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:

(۱)"قوله تعالىٰ": اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ (اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تم سب کو ہدایت دے دے) (الانعام:149)۔

(۲)"وقوله": اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ ھود آیت نمبر 118 میں: ﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ (اور اگر تیرا ربّ چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا) (ھود:118)۔

(۳) اور سورۃ البقرۃ آیت نمبر 253 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ﴾ (اور اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کے بعد میں آنے والے آپس میں قتال کبھی نہ کرتے) ﴿مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ﴾ (اس کے بعد کہ انہیں بینات پہنچی ہیں) ﴿وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا﴾ (لیکن اُن لوگوں نے اختلاف کیا) ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ﴾ (تو اُن میں سے بعض لوگوں نے ایمان کا راستہ اختیار کیا اور بعض لوگوں نے کفر کا) ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا﴾ (اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اُن کا آپس میں قتال نہ ہوتا) إلي آخر الآية (البقرة:253)۔

تو اس آیت میں بھی دیکھیں اللہ تعالیٰ کی مشیئت کا ذکر بار بار ہوا ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ جو آیات ہیں یہ آیات اللہ تعالیٰ کے افعال مشیئت پر دلالت کرتی ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کے جو اپنے افعال ہیں وہ ہو کر رہتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے افعال جو ہیں جو اللہ تعالیٰ کرتا ہے ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے ہے۔

(۴) پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ إلي آخر الآية (الانسان:3): اور اس آیت میں شیخ صاحب فرماتے ہیں دلالت ہے کہ بندے کی مشیئت جو ہے جو چاہت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے ماتحت ہے۔

دیکھیں انسان بھی چاہتا ہے، ہم بھی چاہتے ہیں ہماری بھی مشیئت ہے لیکن ہماری مشیئت جو ہے اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے ماتحت ہے؛ ہم بھی چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی چاہتا ہے لیکن ہوتا کیا ہے؟ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے (اس کی تفصیل آگے مزید آئے گی)۔

اور یہ بات کہ انسان خود مختار ہے یا انسان جو ہے بے اختیار ہے مجبور ہے اپنے اعمال پر اس کی تفصیل بھی ان شاء اللہ اسی ضمن میں آئے گی اگرچہ دیکھا جائے اگر اس بات پر تھوڑا سا غور کیا جائے بات بالکل واضح ہے، یعنی اس کے لیے اتنی لمبی چوڑی بحث و مباحثے کی یا دلائل پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے، ہم خود جانتے ہیں اپنے بارے میں کہ بعض اعمال ہم سے ہو جاتے ہیں ہماری بے اختیاری میں (ہم چاہتے بھی نہیں ہو جاتے ہیں)۔

اب مریض کو جب شدید بخار ہوتا ہے تو کپکپاہٹ سی ہوتی ہے اس کے اپنے اختیار میں ہوتی ہے؟ نہیں ہوتی ہے۔

جب آپ چل کر مسجد جاتے ہیں وہ آپ کے اپنے اختیار میں ہوتا ہے کہ نہیں؟ اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔

تو اِن افعال میں ہم فرق جانتے ہیں۔

اب یہ عقل دیکھیں اس انسان کی اور خاص طور پر اُن اہل بدعت کی جنہوں نے عقل کو آگے کر کے اور اصل عقل کی جو بنیاد ہے وہ صحیح عقل عقلِ سلیم جو ہے جس کو قلب سلیم ریگولیٹ (Regulate) کرتا ہے حقیقت میں اُس عقل کو پیچھے چھوڑ دیتے ہیں، وہ عقل جو شریعت کے حدود سے محدود ہے جو شریعت کی حدیں پار نہیں کرتی وہ عقل یہ لوگ نہیں جانتے وہ اُس عقل کو جانتے ہیں جو عقل بے عقل ہے جس کو وہ اپنی عقل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں:

(۱) کہ انسان کا جو بھی عمل ہے وہ اپنے اختیار میں نہیں ہے وہ مجبور ہے (جبریہ نکل گئے)۔

(۲) دوسرے کہتے ہیں جو اصل موضوع ہے وہ جو تقدیر کے منکر ہیں قدریہ بھی پھر معتزلہ بھی بعد میں جو کہتے ہیں کہ انسان خود مختار ہے انسان اپنی مرضی سے کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ کفر ہو کفر ہو گیا ہے (سبحان اللہ؛ اس کی آگے تفصیل بھی آئے گی کہ اس کا مطلب کیا ہے)۔

لیکن یہ بتا رہا ہوں میں کہ اس لمبی چوڑی بحث کی ضرورت ہی نہیں ہے ہم خود جانتے ہیں کہ انسان کب مجبور ہوتا ہے کب مجبور نہیں ہوتا، کون سے انسان بعض اعمال اپنے اختیار سے کرتا ہے اور کون سے افعال جو ہیں وہ بے اختیاری میں ہوتے ہیں۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں؛ یہ بڑا پیارا جملہ ہے فرماتے ہیں: ''لا يكونُ في مُلكِهِ ما لا يُريدُ'' (اللہ تعالیٰ کے ملک میں وہ نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ جس کا ارادہ نہیں رکھتا)۔

اب یہاں پر لفظ ارادے کا آ گیا ہے اب ارادے اور مشیئت میں کوئی فرق ہے یا نہیں ہے؟ کیا فرق ہے؟ ایک اور مختصر سی بحث ہے لیکن پیاری ہے سمجھ میں آ جائے گی ان شاء اللہ۔

پہلی بات دیکھیں اس عبارت پر ذرا غور کریں: ''لا يكونُ في مُلكِهِ ما لا يُريدُ'' (اللہ تعالیٰ کے ملک میں وہ نہیں ہو سکتا جس چیز کا اللہ تعالیٰ ارادہ نہیں رکھتا)؛ عام لفظوں میں اللہ تعالیٰ کے ملک میں وہ نہیں ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا تو سوال اٹھتا ہے کہ کفر کیسے ہو گیا ہے؟ نافرمانیاں کیوں ہیں؟ نافرمانیاں ہیں کہ نہیں کفر ہے کہ نہیں؟ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے؟ آیئے دیکھتے ہیں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اس عبارت کی تفصیل ضروری ہے یہ عبارت تفصیل کی محتاج ہے کہ ''لا يكون في ملكه ما لا يريد بالإرادة الكونية'' (اللہ تعالیٰ کے ملک میں نہیں ہوتا جو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا لیکن اس میں کونی ارادے سے (الإرادة الكونية)) ''أما بالإرادة الشرعية، فيكون في ملكه ما لا يريد'' (شرعی ارادے سے اللہ تعالیٰ کے ملک میں وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا)۔

اب یہ دو چیزیں آگئی ہیں: ارادے کی دو قسمیں ہیں ''إرادة كونية، وإرادة شرعية''۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ دو قسمیں ہیں: پہلی قسم جو ہے ''فالإرادة الكونية بمعنى المشيئة''(جو مشیئت جس کا ذکر ہم کر رہے ہیں تقدیر کے معاملے میں یہ إرادة کونیۃ ہے شرعی نہیں ہے)۔

جب تقدیر کی ہم بات کرتے ہیں اور مشیئت کا ذکر کرتے ہیں جو تیسرا مرتبہ ہے تفصیل میں، یا دوسرے درجے کا جو پہلا مرتبہ ہے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بیان فرمارہے ہیں تو مشیئت جو ہے الارادۃ الکونیۃ کو ہی کہتے ہیں اور اس کی مثال سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی قوم سے یہ فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ ھود آیت نمبر 34 میں سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی زبانی: ﴿وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيَ إِنْ أَرَدْتُّ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ﴾(اور تمہیں میری نصیحت کام نہ آئے گی اگر میں ارادہ رکھوں کہ میں آپ کو نصیحت کروں) ﴿إِنْ كَانَ اللهُ يُرِيْدُ أَنْ يُّغْوِيَكُمْ﴾(اگر اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ غوایت کا ارادہ فرماتا ہے (یعنی اگر اللہ تعالیٰ آپ کو حق سے دور رکھنا چاہتا ہے بہکانا چاہتا ہے تو میری نصیحت بھی تمہارے کوئی کام نہیں آئے گی))۔

یہاں پر: ﴿إِنْ كَانَ اللهُ يُرِيْدُ أَنْ يُّغْوِيَكُمْ﴾: تو اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے، یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں یہ لکھ دیا ہے کہ تم لوگوں نے حق کے راستے سے دوری اختیار کرنی ہے تو پھر تمہیں کوئی نصیحت نہیں کام آنے والی!

دوسرا جو ہے: ''الإرادة الشرعية بمعنى المحبة''(اس کا معنی جو ہے جو شرعی ارادہ ہے اللہ تعالیٰ کی پسند (جو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے))؛ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ النساء آیت نمبر 27 میں: ﴿وَاللهُ يُرِيْدُ أَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ﴾(اور اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر توبہ فرمائے)۔

تو اللہ تعالیٰ توبہ کو پسند کرتا ہے، نہیں؟! اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی پسند سے ہے۔ تو یہ ارادہ جو ہے کون سا ہے؟ ارادہ شرعی ہے۔

اب دونوں میں فرق کیا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اور یہ دونوں ارادے جو ہیں ان کے موجب اور ان کے متعلق میں فرق ہے، جو إرادۃ الکونیۃ کا تعلق ہے وہ کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے سے ہے تو إرادۃ کونیۃ جو ہے وہ ہو کر رہتی ہے چاہے اللہ تعالیٰ اسے پسند کرے یا نہ کرے۔

(جو کونی ارادہ ہے جسے مشیئت بھی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنے کونی ارادے سے تو وہ چیز ہو کر رہتی ہے چاہے اللہ تعالیٰ اسے پسند کرے یا نہ کرے)۔

جو شرعی ارادہ ہے کیونکہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی پسند سے ہے تو چاہے وہ واقع ہو یا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے پسند کرتا ہے (جو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کبھی واقع ہو بھی نہیں سکتا)۔

ان دونوں کا موجب جو ہے یعنی جو ارادہ کونیۃ ہے اس میں وقوع المراد متعین ہو جاتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے وہ ہو کر رہے گا اسے کوئی روک نہیں سکتا، اور جو شرعی ارادہ ہے اس میں وقوع المراد متعین نہیں ہے (یعنی یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی چیز پسند کرتا ہے اور وہ چیز واقع نہ ہو)۔

تو مصنف کا یعنی شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا یہ جملہ جو ہے: ''ولا يكون في ملكه ما لا يريد؛ يعني به: الإرادة الكونية''(اس سے مراد کونی ارادہ ہے)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کیا نافرمانیاں جو ہیں اللہ تعالیٰ کی مراد ہیں؟ یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ نافرمانیاں ہوں؟ اس کا جواب کیا ہے؟

شرعی ارادے سے تو اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں ہے اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو پسند نہیں کرتا۔ تو اس کا تعلق کس چیز سے ہے؟ شرعی ارادے سے کہ اللہ تعالیٰ شرعاً یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو پسند نہیں کرتا، لیکن کونی ارادے سے اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے واقع ہوتی ہیں نافرمانیاں۔

یعنی کافر کا کفر بھی اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے واقع ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے کافر کو مجبور نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے فاسق کو مجبور نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے نافرمان کو مجبور نہیں کیا کہ وہ نافرمانی کرے (سمجھیں ذرا بات کو)۔

تو پھر یہ ابھی جو بات ہوئی ہے سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی زبانی کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں بہکانا چاہے تو پھر میری نصیحت تمہارے کام نہیں آئے گی، تو کیا اللہ تعالیٰ نے مجبور کیا کہ کفر پر قائم رہیں؟ نہیں۔ کیسے؟ اس کا پھر کیا جواب ہے؟ اللہ اکبر؛ جو سب سے پہلا درجہ ہے علم کا درجہ ہے، یعنی جو بھی اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے اس سے پہلے لکھا ہوا ہے لوح محفوظ میں اور اُس سے پہلے اللہ تعالیٰ کا اَزلی علم ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ خوب جان لیا ہے ہمیشہ سے جانتا ہے کہ قوم نوح کی اکثریت ایمان نہیں لائے گی اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے اُن پر حجت قائم کرنے کے لیے اپنا پیارا نبی بھیجا ہے پیارا رسول بھیجا ہے۔ کتنی دعوت رہی؟ کتنے سال؟ صرف دعوت ساڑھے نو سو سال رہی ہے (ایک دو، دَس بیس، تیس پچاس، سو سال نہیں ساڑھے نو سو سال!) اکثریت نے پھر بھی قبول نہیں

کیا؛اب کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو مجبور کیا ہے کہ تم گمراہی کا راستہ اختیار کرو کفر کا راستہ اختیار کرو یا انہوں نے خود وہ راستہ اختیار کیا ہے ؟

دیکھیں یہ اللہ تعالیٰ کا علم اَزلی ہے اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنے سے پہلے یعنی یہ جو لکھا گیا ہے تقدیر میں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے پہلے بھی گزر چکی ہے حدیث کئی مرتبہ کہ زمین و آسمان کے پچاس ہزار سال پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے اور لکھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ علم اَزلی ہے پہلے سے۔

یعنی سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم نے کفر کا راستہ ہی اختیار کرنا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی ساڑھے نو سو سال دعوت و تبلیغ کرنے کے باوجود بھی ان لوگوں نے ایمان کے راستے کو اختیار نہیں کرنا ہے کفر پر باقی رہنا ہے شرک پر باقی رہنا ہے۔

اور اگر آپ دیکھیں سورۃ نوح میں کیسے دفاع کیا اپنے معبودوں کا باطل معبودوں کا آپ حیران رہ جائیں گے ! اور کتنا صبر کیا سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام نے ، دعوت کے جو بھی طریقے ہیں سب طریقے اختیار کیے جہراً بھی سراً بھی ، مجمع میں بھی الگ سے بھی ، ہر طریقے سے اور بار بار کیا ہے ، بدتمیزی بھی کی ہے مذاق بھی اڑایا ہے اس کے باوجود بھی صبر کرتے رہے۔

اب اس سے زیادہ کیا حجت قائم بتائیں مجھے کیا ہو گی ؟! کوئی بھی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ مجبور ہوئے ہیں ؟! تو کہتے ہیں "کہ تعالیٰ نے کفر لکھ دیا ہے"۔

جی ہاں ! لکھ دیا ہے اللہ تعالیٰ نے کفر کیونکہ وہ خود کافر تھے اور کفر پر باقی رہنا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے اور صرف اُن کی پیدائش سے پہلے نہیں (غور کریں ذرا) زمین و آسمان کے پچاس ہزار سال پیدا کرنے سے پہلے یہ لکھ دیا گیا ہے لوح محفوظ میں یہ کمال ہے اللہ تعالیٰ کے علم کا ! علم اَزلی ہے ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

یعنی زمین اور آسمان پھر پیدا ہوئے ، اور پتہ نہیں کتنے سال صدیوں بعد پھر انسان اس پر آیا ، پھر نوح علیہ الصلاۃ والسلام پتہ نہیں کب آئے (سبحان اللہ) ، پھر انہوں کفر کیا اور اس کفر پر ڈٹے رہے باقی رہے اور ان کا خاتمہ بھی اسی کفر پر ہی ہوا ، اِلّا بہت چند لوگ نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ اس کشتی پر سوار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات عطا فرمائی لیکن اکثریت نے تو کفر کا راستہ اختیار کیا اور وہ ہلاک ہوئے (نعوذ باللہ)۔

تو جو نافرمانیاں ہیں اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا ہے اور وہ واقع ہوتی ہیں، آج بھی موجود ہیں کل بھی تھی تا قیامت رہیں گی، کفر بھی رہے گا شرک بھی رہے گا، بدعات خرافات نافرمانیاں، یہ ظلم، یہ حرام خوری سود خوری، یہ سب چیزیں (نعوذ باللہ) رہیں گی لیکن اللہ تعالیٰ ان کو پسند نہیں کرتا ہے۔

تو پھر کیسے ممکن ہے کہ ان کا وجود ہو؟ کیا اللہ کے ملک میں کوئی ایسی چیز ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا؟ ہاں ممکن ہے جیسا کہ نافرمانیاں موجود ہیں ظلم موجود ہے اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا پھر بھی ہوتی ہیں۔

لیکن یہ کون سا ارادہ ہے؟ "إرادة الشرعية" شرعاً اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا ہے، جو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا شرعاً اس کے وقوع کا امکان ہوتا ہے کہ واقع ہو بھی سکتی ہے نہیں بھی وہ سکتی ہے لیکن جو اللہ تعالیٰ کوناً چاہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مشیئت ہے جس کا تعلق تقدیر پر ایمان ہے اور جو تیسرا مرتبہ ہے تقدیر پر ایمان جو اللہ کی مشیئت ہے یہ چیز واقع ہو کر رہتی ہے چاہے اللہ تعالیٰ اسے پسند کرے نہ کرے لیکن وہ واقع ہو کر رہتی ہے۔

سوال: کونی یہاں پر صرف انسان سے تعلق ہے یا تمام مخلوقات؟

جواب: تمام مخلوقات "کن فیکون" جو اللہ نے چاہا ہے وہی ہوا ہے۔

پھر شیخ الاسلام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وَأَنَّهُ سُبْحانَهُ على كُلِّ شَيْءٍ قَديرٌ مِنَ المَوْجوداتِ وَالمعدوماتِ" (اور بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے موجودات میں سے اور معدومات میں سے)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر چیز پر اللہ تعالیٰ قادر ہے موجودات میں سے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو اُس موجود کو ختم کر دے معدوم کر دے یا اس میں تبدیل کر دے، اور جو معدومات ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ایجاد کر دے۔

دیکھیں دو چیزیں ہیں کہ ایک چیز موجود ہے ایک چیز موجود نہیں ہے معدوم ہے، اللہ تعالیٰ ان دونوں پر قادر ہے، "على كُلِّ شَيْءٍ": "شَيْءٍ": دو چیزیں ہیں یا تو ہے یا نہیں ہے۔

یہی تو ہوتا ہے نا "شَيْءٍ" کیا ہوتا ہے؟ چیز کیا ہوتی ہے؟ یا تو موجود ہے یا معدوم ہے، اللہ تعالیٰ جو موجود ہے اس پر قادر ہے کہ اسے معدوم کر دے ختم کر دے، خاتمہ کر دے ہمیشہ کے لیے اس کا اور شاید اسے بدل دے تبدیل کر دے، اور جو معدوم ہے جو کچھ نہیں ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے موجود کر دے۔

یہ غور سے سنیں ذرا: "فالقدرة تتعلق في الموجود بإيجاده أو إعدامه أو تغييره، وفي المعدوم بإعدامه أو إيجاده": اللہ تعالیٰ کی جو قدرت ہے اس کا تعلق موجود سے ہے یا معدوم سے ہے؟ "شَيْءٍ" سے ہے، موجود سے اسے ایجاد کرنے میں اسے ختم کرنے میں یا اسے بدلنے میں، جو معدوم ہے اسے ایجاد کرنے میں اور ایجاد کے بعد پھر اسے ختم کرنے میں معدوم کرنے میں۔

مثال کے طور پر (شیخ صاحب فرماتے ہیں) جو بھی چیز موجود ہے اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اسے ختم کردے اور اس پر بھی قادر ہے کہ اسے تبدیل کردے ایک حال سے دوسرے حال میں تبدیل کردے، اور جو بھی معدوم ہے موجود نہیں ہے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اسے موجود کردے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾: اور یہ آیت قرآن مجید میں بہت ساری جگہوں پر موجود ہے اور یہاں پر سورۃ البقرۃ آیت نمبر 20 کا حوالہ دیا گیا ہے۔

پھر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض علماء نے ایک استثناء بیان کیا ہے اس عموم میں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے سوائے اپنی ذات کے اپنی ذات پر قادر نہیں ہے، اور ان لوگوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ عقل اس پر دلالت کرتی ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ یعنی تفصیل پوچھیں گے اس شخص سے کہ آپ کا ارادہ کیا ہے آپ چاہتے کیا ہیں اس جملے سے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر قادر نہیں ہے؟ اگر آپ کا یہ ارادہ ہے اور یہ چاہتے ہیں اس جملے سے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کو اپنے نفس کو ختم کرنے کی قدرت نہیں رکھتا یا اس میں نقص پیدا نہیں کرتا تو ہم آپ سے موافقت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کبھی کوئی نقص یا عدم ہو ہی نہیں سکتا، لیکن ہم آپ سے اس بات پر موافقت نہیں کرتے کہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت جو ہے اس کا تعلق ممکن چیز سے ہے "بالشيء الممكن": جو شیءواجب اور مستحیل ہے اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے ہی نہیں (اصولی طور پر نہیں ہے)۔

یعنی دو قسم کے اُمور ہوتے ہیں، ایک ہے "بالشيء الممكن": جس کا ہونا نہ ہونا ہو اسے ممکن کہتے ہیں نا، اور دوسری چیز ہے جو واجب ہے یا مستحیل ہے، اللہ تعالیٰ کی جو قدرت ہے اس کا تعلق جو ہے اِس ممکن چیز سے ہے، جو چیز ناممکن ہے اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے ہی نہیں یعنی جو واجب ہے وہ مستحیل ہے اور عدم ہے اور جو مستحیل ہے مستحیل الوجود ہے۔

اور اگر آپ یہ چاہتے ہیں اس جملے سے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر قادر نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ آ نہیں سکتا یا اس طریقے سے دوسری جو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں؛ تو یہ بات غلط ہے! اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے اس کا فاعل بھی ہے یعنی

اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے، اور اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان افعال پر قادر نہیں ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے لیے بہت ہی بڑا نقص ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ممتنع اور ناممکن ہے۔

اور اس چیز سے یہ بات واضح ہو گئی (شیخ صاحب فرماتے ہیں) کہ جو استدراک ہے یا جو استثناء ہے یعنی اللہ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے اس عموم سے یا اپنی جگہ پر نہیں ہے "علی کل تقدیر" (ہر اعتبار سے) "في غير محله" (یعنی غلط ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ مصنف نے یہ جو بات بیان کی ہے یہ اس لیے بیان کی ہے قدریہ پر ردّ کرنے کے لیے جو تقدیر کے منکر ہیں جو لوگ یہ کہتے ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے فعل پر قادر نہیں ہے اور بندہ جو ہے اپنا فعل خود کرتا ہے اپنی مرضی سے اور اپنے فعل سے مستقل ہے اپنے عمل سے مستقل ہے!

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: لیکن کتاب اور سنت میں بہت سارے دلائل موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شامل قدرت پر دلالت کرتے ہیں اور ان لوگوں کا اس میں واضح ردّ موجود ہے۔

قرآن اور سنت کے دلائل جو ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی قدرت شاملہ اور کاملہ کے دلائل موجود ہیں وہ ان تقدیر کے منکرین کے لیے کافی ردّ سمجھا جاتا ہے۔

سوال: وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر قادر نہیں ہے سوال کرنا ہی بدعت ہے؟!

جواب: بالکل! یہی میں کہہ رہا ہوں لیکن ان لوگوں نے سوال کیا ہے، اب یہ تفصیل جو ہم بیان کر رہے ہیں یعنی بھائی کا یہ سوال ہے کہ یہ سوال کرنا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر قادر نہیں ہے یہ سوال ہی غلط ہے! یہ سوال ہی بدعت ہے! اور کوئی بھی عقلمند اور وہ عقل جیسے میں کہتا ہوں کہ قلب سلیم کے ماتحت ہے جس کو شریعت نے گھیرا ہوا ہے جو شریعت کی حدود میں رہنے والی ہے وہ کبھی سوچ ہی نہیں سکتی ایسی عقل!

لیکن جو بے لگام عقل ہے ان بے عقلوں کی جو عقل کو نقل اور شریعت پر مقدم رکھتے ہیں وہ تو یہ سوچ سکتے ہیں وہ اس سے زیادہ بھی سوچتے ہیں کیونکہ عقل کسی حد میں ہے نہیں نا! ورنہ (آگے بھی تفصیل آئے گی) جن لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہزار چیزوں پر قادر نہیں ہے یہ بات کہاں سے آئی ہے؟! یہی لوگ تو ہیں! اب یہ بحث جو ہے کہاں سے اصل میں آئی ہے؟

اور عجب بات ہے واللہ! ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ بعض ایسی چیزیں ہیں جن کا تعلق قدرت سے ہوتا نہیں ہے یعنی مثال کے طور پر آپ درس میں موجود ہیں میں یہ کہوں کہ آپ اپنے کپڑے اتار سکتے ہیں؟! کیا خیال ہے نہیں اتار سکتے؟! نہیں۔ دیکھیں

کیوں نہیں اتاریں گے؟ وجہ بتائیں کوئی چیز روکتی ہے آپ کو؟ اس کا تعلق آپ کی قدرت سے نہیں ہے اس کا تعلق آپ کی عقل سے ہے۔

اگر کوئی پاگل یہاں پر بیٹھا ہوتا کہتے کپڑے اتارو تو اتار دیتا کہ نہیں؟ تو اس چیز کا تعلق عقل سے ہے آپ کی قدرت سے نہیں ہے، اگر آپ یہ کرتے ہیں اس کا مطلب ہے آپ بے عقل ہیں آپ میں ایک نقص ہے وہ نقص آپ اپنے اس عمل سے ظاہر کر دیں گے۔

یہ جو کہتے ہیں "کہ اللہ تعالیٰ ہزار چیزوں پر قادر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر نہیں ہے": اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے اب یہ سوال کہاں سے آیا ہے مجھے بتائیں؟! آپ کسی بادشاہ سے پوچھ سکتے ہو کہ بھئی جناب آپ جھوٹ بول سکتے ہو اتنی جرأت ہے؟! (سبحان اللہ)۔

دیکھیں ان لوگوں کی رسائی دیکھیں (مفروضہ ہے): اگر اللہ تعالیٰ جھوٹ بولے تو پھر؟!: اس سے بڑا نقص کیا ہوگا؟! کیا ربّ جو ہر چیز پر قادر ہے جس کے پوری کائنات ماتحت ہے وہ جھوٹ کیوں بولے گا بتائیں مجھے؟!

اچھا انسان جھوٹ بولتا کب ہے؟ کسی ڈر کی وجہ سے کمزوری کی وجہ سے نا! انسان کسی چیز کو چھپانے کے لیے کسی ڈر کی وجہ سے جھوٹ بولتا ہے نا۔

اللہ تعالیٰ کو کس چیز کو خوف ہے مجھے بتائیں؟! کس چیز کا ڈر ہے؟! جو ہر چیز پر قادر ہے جو ہر چیز کا مالک ہے، جو قوی اور متین ہے پوری کائنات اس کے ماتحت ہے کن فیکون سے جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے جھوٹ بولنے کا تصور کبھی ہو سکتا ہے؟!

لیکن یہ بحث آئی کہاں سے؟ ان بد عقلوں سے آئی ہے ان بے ایمانوں سے آئی ہے جن کی نہ عقل ہے نہ ایمان ہے! کہ یہ بھی ممکن نہیں ہے وہ بھی ممکن نہیں ہے، وہ بھی ممکن نہیں ہے!

بھئی میرے بھائی! بہت ساری چیزیں ہیں؛ اللہ تعالیٰ کی حکمت بھی ہے کہ نہیں؟ أحکم الحاکمین ہے کہ نہیں؟ اب کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولے؟! (سبحان اللہ)۔

تو یہ چیزیں جو ہیں (بارک اللہ فیک) انہیں اچھی طرح سمجھنا چاہیے۔

اور بعض لوگوں نے یعنی جیسے معتزلہ جو ہیں انہوں نے بہت ساری کتابیں لکھی ہیں پتہ ہے اپنے اس اعتزال کو ثابت کرنے کے لیے! اور آپ جانتے ہیں کہ ایک دور تھا جب حاکم وقت نے اس باطل کو اپنا لیا اور اسے لاگو کر دیا امت پر مسلط کر دیا اور مجبور کیا

لوگوں کو کہ اس بدعقیدگی کو اپنالیں ورنہ اس کے تو بارے میں سوچ بھی کوئی نہیں سکتا! تو آہستہ آہستہ یہ بدعت اس زمانے سے شروع ہوئی اور الحمدللہ اس کا قلع قمع کیا اور جو اصل بنیاد تھی جڑوں سے نکال دی تھی امام اہل سنت نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اُسی زمانے میں، لیکن دیکھیں اس کے اثرات ابھی بھی موجود ہیں اور کتابیں ابھی بھی موجود ہیں، اس لیے ہر کتاب نہیں پڑھی جاتی کیونکہ بعض لوگوں کو کتابیں پڑھنے کا شوق ہے کوئی بھی کتاب پڑھ لیتے ہیں۔

اگر آپ کوئی بھی چیز کھالیں اس کا اثر آپ کی زندگی پر ہوگا کہ نہیں؟ اب تو میڈیکل سائنس بھی کہتی ہے کہ جو آپ کھانا کھاتے ہیں اس کا اثر آپ کے اخلاق پر بھی ہوتا ہے آپ کے ذہن پر بھی ہوتا ہے آپ کے دل پر بھی ہوتا ہے؛ نہیں؟! جو بات آپ پڑھتے ہو اس کا اثر آپ کے ذہن پر نہیں ہوگا؟!

آپ یہ پانی پی لیں یہ بوتل والا پانی کیوں پیتے ہیں آپ؟ دیکھیں پیور واٹر لکھا ہوا کیوں پیتے ہیں؟ اس میں اگر کوئی بھی خرابی ہوگی تو جسم پر اثر کرتی ہے کہ نہیں کرتی؟

تو کیسے ممکن ہے کہ آپ کوئی کتاب بھی پڑھیں بغیر کسی تحقیق کے اور بغیر کسی فائدے کے یعنی کچھ بھی پڑھ لیں؟! تو بعض لوگوں نے کچھ کتابیں پڑھ لیں اِن لوگوں کی کتابیں پڑھ لیں معتزلہ کی کتابیں بھی پڑھ لی ہیں جن سے اُن کا ذہن متاثر ہوا پھر اُن لوگوں نے منطق کو دیکھا پھر عقل کو دیکھا پھر اس پر تولنا شروع کیا اور پھر جو اُن کو پسند ہے وہ لے لیا جو ناپسند ہوا اس کو چھوڑ دیا۔

میرے بھائی! یہ عقل جو یہ بہت ہی بڑی خراب عقل ہے اگر اس عقل کو آپ شریعت کی حدود کی حد میں نہیں رکھیں گے اور اگر اس سے تھوڑا سا باہر نکل گئے ہیں تو پھر آپ کی کوئی خیر نہیں ہے روکنا بہت مشکل ہے! ایک طوفان سا کھڑا ہو جائے گا اور آپ ایسا اپنے آپ کو چوراہے پر محسوس کریں گے جس کا آپ کو سوائے شک اور تذبذب کے کچھ باقی ہاتھ میں نہیں آئے گا!

کیوں بار بار جب ایمان کی بات آتی ہے تو پھر یقین کی بات آتی ہے؟

﴿يُوقِنُونَ﴾ کیوں ہے کیا وجہ ہے؟

اس لیے کہ ایمان اگر کمزور ہو جائے تو پھر یقین میں کمزوری ہو جاتی ہے اور ایک دفعہ ایمان کمزور ہوتا جائے اور اس کی روک تھام کے لیے کوئی بھی راستہ اختیار نہ کیا جائے تو پھر آگے کوئی خیر نہیں ہے! بہت سارے ایسے چور دروازے موجود ہیں اس ایمان کو کمزور کرنے کے لیے کہ آپ ان کا سدّباب نہیں کر سکیں گے۔

اس لیے ایک ہی راستہ ہے ایمان کو مضبوط کرنے کا کہ علم نافع ہے اور عمل صالح ہے؛ علم نافع یہ ہے جو دلیل کی روشنی میں ہے "قال الله وقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بفهم سلف الصالح"۔

صحابہ اور سلف نے کیسے سمجھا ہے اس دین کو، یہ سارے دلائل موجود ہیں قرآن مجید میں یہ قرآن مجید صحابہ بھی سنتے تھے، تابعین نے بھی صحابہ سے سنا ہے، اتباع التابعین نے بھی تابعین سے سنا ہے، آج ہم بھی سن رہے ہیں اور پڑھ رہے ہیں یہ سوال صحابہ نے کیوں نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر تو ہے کیا اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے کہ نہیں؟! (نعوذ باللہ)؛ کیونکہ ایمان مضبوط تھا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!

اپنی ذات کو ختم کر سکتا ہے کہ نہیں ذات پر قادر ہے کہ نہیں یہ سوال کیوں نہیں اٹھے اس وقت؟! کیونکہ ایمان مضبوط تھا۔

تابعین نے یہ سوال نہیں کیا اتباع التابعین نے نہیں کیا، فقہاء نے نہیں کیا محدثین نے نہیں کیا، اماموں نے نہیں کیا؛ اہل بدعت نے آ کر کیا ہے اس کا ردّ ان اماموں نے کیا ہے سلف نے ردّ کیا ہے کوڑے بھی کھائے ہیں، بعض کو قتل بھی کر دیا گیا ہے لیکن ڈٹے رہے حق پر قائم رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے الحمد للہ غلبہ بھی اُن کا ہوا، اور تا قیامت حق غالب رہے گا یاد رکھیں، وقتی طور پر دبایا جا سکتا ہے لیکن ختم نہیں کیا جا سکتا یاد رکھیں۔

اس لیے میری گزارش ہے کہ کوئی بھی کتاب یا کسی سے بھی علم ایسے نہیں حاصل کیا جاتا، کوئی بھی کتاب ایسے نہیں پڑھی جاتی خصوصی طور پر جس کتاب کا تعلق عقیدے سے ہو، عقیدے کی کتاب پڑھنی ہے تو اہل سنت والجماعت کی عقیدے کی کتابیں پڑھیں اُن معتبر علماء کی جن علماء نے اپنی زندگی وقف کی ہے اس عظیم منہج کے لیے منہج السلف کی طرف دعوت دینے کے لیے، رہنمائی بھی ہوگی، واللہ واضح دلائل اور روشن منہج آپ کو ایسے صاف نظر آئے گا کہ آپ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے کہ آپ نے کبھی ایسی چیز پڑھی بھی ہے!

آپ کوئی بھی سائنس اٹھا کر دیکھ لیں؛ میڈیکل سائنس، انجینئرنگ ہے یا اور بھی سائنس دیکھ لیں اُن کے علماء کی تشریح بھی دیکھیں اپنے اس مضمون کی سائنس کی اور اِن علماء کی تشریح بھی دیکھیں جب عقیدے کے مسائل اور جو منہج السلف کے جو دیگر مسائل ہیں وہ بیان کرتے ہیں اور کمپیئر (Compare) کر کے دیکھیں واللہ زمین و آسمان کا فرق ہے!

اس لیے آپ عقل، منطق کی جہاں پر بات کرتے ہیں وہ اپنی طرف رکھیں آپ سائنس میں اسے استعمال کر سکتے ہیں آپ اپنی انجینئرنگ میں استعمال کریں، آپ اپنی میڈیکل سائنس میں کریں جہاں پر کر سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے دین میں خصوصی طور پر عقیدے کے مسائل میں آپ عقل، منطق کی بات کرتے ہیں اس کی گنجائش شریعت میں نہیں ہے۔

((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (089.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio